ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

محسن فانی کا دیوان۔ تعارف اور تجزیہ

گوہر اقبال

لیکچرار فارسی، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، سول لائنز، لاہور

Abstract:

Mohsin Faani is cconsidered among the master poets of Kashmir from the 11th Hijri century. A great poet like Ghani Kashmiri was his disciple. He was enlightened by his critical remarks. All biographers have praised his knowledge and poetry. Mohsin Faani traveled throughout various regions of India. He rose to prominence as one of Dara Shikoh's esteemed companions. His thoughts and poetic style were deeply influenced by the works of Hafiz Shirazi. In addition to his diwan, he also wrote four mathnavis . In this article Diwan e Fani is reviewed from a critical and analytical perspective.

Keywords: Ghani Kashmiri, Mohsin Faani, Hafiz Shirazi, Kashmir.

شیخ محسن فانی کا شمار گیارھویں صدی ہجری کے خطہ دل پذیر کشمیر کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ تمام تذکرہ نگاروں نے ان کے علم وفضل، درویش منشی اور خوش طبعی کی تعریف کی ہے اور شاعری کو ان کے جملہ علوم وفنون کا ادنی جزو قرار دیا ہے۔(۱) ان کا تعلق شیخ یعقوب صرفی کشمیری (۹۲۸-۱۰۰۳ھ) خاندان سے تھا۔ فانی نے کسب علوم انھیں سے کیا۔ (۲) بچپن ہی سے ان کا میلان طبع شاعری کی طرف تھا، اس فن کی تحصیل کے لیے انھوں نے کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔

ہر نقش کہ خواہیم توانیم رقم کرد		ہر چند کہ تعلیم ز استاد نداریم(۳)|

ترجمہ: اگرچہ ہم نے استاد سے تعلیم حاصل نہیں کی لیکن جو نقش بھلا لگتا ہے اسے تحریر میں لا سکتے ہیں۔

ان کے جوہر ذاتی نے مدارس کی پژمردہ فضا کو بھی قبول نہ کیا، جس کا اشارہ وہ اپنے کلام میں ایک جگہ یوں دیتے ہیں۔

ز طوف مدرسہ فانی نکرد کسب کمال		سزد کہ زانوی خود تہ کند بہ مکتب گور(۴)

ترجمہ: فانی نے مدارس سے کمال حاصل نہیں کیا، اسے زیب دیتا ہے کہ وہ زانوئے تلمذ مکتب گور میں تہ کرے۔

انھوں نے تکمیلِ تحصیل کے بعد ہندوستان کے مختلف علاقوں کا سفر بھی کیا اور اس کے بعد بلخ پہنچے۔ یہاں ان کی ملاقات نذر محمد خان، والی بلخ سے ہوئی۔ فانی نے ان کی مدح میں کچھ قصاید کہے جو ان کے اس دور کی یادگار ہیں۔ کچھ عرصہ بلخ میں قیام پذیر ہونے کے بعد انھوں نے دوبارہ ہندوستان کا سفر کیا اور اپنے علم وفضل کے بل پر دارا شکوہ کے مصاحبوں میں شمار ہونے لگے۔ بادشاہ کو تصوف کی کتابوں میں جو ابہام ہوتا ان کی تلافی فانی سے کرتا۔ بادشاہ سے تعلق خاطر کی بنا پر الہ آباد میں قاضی القضات کے عہدے پر فائز ہوئے۔

یہاں ان کی ملاقات صوفی محب اللہ الہ آبادی (۱۰۵۸ھ متوفی) سے ہوئی۔ فانی ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور شیخ سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا(۵)

پیریم و مرید محب اللہ ایم		یعنی کہ محب خاص ملاّ شاہ ایم

محبوب و محب و حب ما گشت یکی		در سلسلہ شاہ محب اللہ ایم (۶)

ترجمہ: ہم پیر ہیں اور محب اللہ کے مرید ہیں، یعنی ملا شاہ کے خاص عاشقوں میں سے ہیں۔ ہم محب اللہ شاہ کے سلسلہ طریقت سے وابستہ ہیں، ہمارا محبوب، محب اور محبت سبھی ایک بن گیے ہیں۔

جب شاہ جہان کے لشکر نے سلطان مراد بخش کی قیادت میں بلخ پر قبضہ کیا تو حاکم بلخ نذر محمد خان کے مال و جائداد کو ضبط کر لیا۔ وہاں کے کتب خانے میں فانی کے دیوان کا ایک نسخہ ملا جس میں انھوں نے نذر محمد خان کی مدح میں قصائد کہے تھے۔ چناں چہ یہ امر بادشاہ شاہ جہان کی ناراضی کا سبب بنا اور فانی کو منصب قاضی القضات سے برطرف کر دیا گیا۔ بادشاہ نے برطرفی کے بعد ان کے لیے ایک معقول وظیفہ مقرر کر دیا۔

اس کے بعد فانی اپنے آبائی وطن کشمیر چلے گئے اور بقیہ عمر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ جب اورنگ زیب ۱۰۶۵ء میں سیر و تفریح کے لیے کشمیر گیا تو فانی کو طلب کر کے خلعت خاص سے نوازا، دو ہزار روپیہ نقد دیا اور وظیفہ بھی مقرر کیا۔(۷)

کشمیر میں فارسی شاعری کی تاریخ میں ان کا اہم مقام ہے۔ انھوں نے دیوان کے علاوہ چار مثنویاں بھی لکھیں، ذیل میں ان کے نام دیے گیے ہیں:

مصدر الاثار، ناز و نیاز، ماہ و مہر، ہفت اختر

انھوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام کشمیر ہی میں بسر کیے۔ ان کا سال وفات ۱۰۸۲ھ ہے۔(۸)

فانی اپنے عہد کے استاد شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا کلام سادگی، روانی اور شیرینی سے لبریز ہے۔ برصغیر میں اُس وقت بیشتر شعرا سبک ہندی میں شعر کہتے تھے جو بہت پیچیدہ، مغلق اور دشوار فہم تھا۔ فانی ان چند اہم شعرا میں شامل ہیں جنھوں نے اعتدال پسند سبک اختیار کیا۔ انھوں نے بزرگ شعرا کے کلام کا مطالعہ کر رکھا تھا، جس کی جھلک ان کے کلام میں واضح ہے۔ ان کے کلام کے اہم موضوعات دینی، اخلاقی، عشقی، عرفانی اور رندی ہیں۔ وہ بعض مخصوص اصطلاحات سے صوفیانہ اور فلسفیانہ مطالب بیان کرتے ہیں۔ ان کے فکر و فن پر حافظ شیراز (م۔۷۹۲ھ) کے گہرے اثرات ہیں۔ فیض مینا کو کسی طور بھی فیضان بو علی سینا سے کم نہیں سمجھتے۔ شیشہ مے ان کے نزدیک خضر راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ جام، صوفیِ مینا کی خوب صورت تراکیب کا بہ کثرت استعمال کرتے ہیں:

ما بہ شیخ جام فانی دست بیعت دادہ ایم		گوشہ می خانہ کنج انزوای ما بس است(۹)

ترجمہ: ہمارا گوشہ تنہائی مے خانہ ہے، کیوں کہ ہم نے اپنا دست ارادت شیخ جام کو دیا ہے۔

صوفی مینا اگر دست دعا بالا کند		جام خواہد رفتہ رفتہ خود بہ جای جم نشست (۱۰)

ترجمہ: اگر صوفی مینا دعا کے لیے ہاتھ اٹھایے تو جام آہستہ آہستہ تخت جمشید پر متمکن ہو جائے گا۔

ہر کہ امشب یک قدح نوشید و صاحب نشاء شد		فیض مینا کم ز فیض بوعلی سینا نبود(۱۱)

ترجمہ: جس نے آج رات شراب کا ایک پیالہ پی لیا وہ گویا صاحب نشہ بن گیا، فیض مینا کسی طور بھی بو علی سینا کے فیضان سے کم نہیں تھا۔

حسن ادب از شیشہ بیاموز کہ ہر دم		خم گشتن او پیش قدح بہر سلام است(۱۲)

ترجمہ: حسن ادب شیشے سے سیکھیے کہ اس کا ہر ہر لمحہ پیالے کے آگے جھکنا صرف سلام کی غرض سے ہے۔

نور اگر بارد ز روی دختر رز دور نیست		شیشہ می پیش مستان کم ز نخل طور نیست(۱۳)

ترجمہ: اگر دختر انگور سے نور برستا ہے تو بعید نہیں ہے کہ شیشہ مے مستوں کے سامنے نخل طور کی حیثیت نہ رکھتا ہو۔

ان کا کلام خمریہ اشعار سے اس قدر سرشار ہے کہ بعض نے ان پر مے نوشی کی تہمت لگا ڈالی۔ درویش منش فانی اس کے جواب میں یوں لکھتے ہیں:

ہر کہ ما را تہمت صہبا پرستی می کند		از تنگ ظرفی بہ بوی بادہ مستی می کند(۱۴)

ترجمہ: جس کسی نے ہم پر شراب نوشی کا الزام لگایا وہ اپنی کم ظرفی سے شراب کی بُو ہی سے بدمستی کرنے لگتا ہے۔

وہ عاشق وارستہ تھے، عشق ہی ان کی متاع عزیز ہے اور اسے ہی وہ اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ ان کے کلام میں مجازی اور حقیقی عشق کے عمدہ نمونے ملتے ہیں:

گرچہ ما را شیوہ ای نبود بہ غیر از عاشقی		از برای فخر ما فانی ہمین یک پیشہ بس(۱۵)

ترجمہ: عاشقی کے سوا ہمارا کوءی شغل نہیں ہے، فانی ہمارے فخر کے لیے یہی پیشہ کافی ہے۔

عربی کا ایک مشہور مقولہ "**المجاز وقنطرۃ الحقیقہ**" کی تفہیم یوں کرتے ہیں:

طاق ابرو را بہ شکل پل از آن رو بستہ اند		کز رہ عشق مجاز آخر گذر کردن خوش است(۱۶)

ترجمہ: محبوب کے ابرو کو پُل کی طرح اس لیے بنایا گیا ہے کہ عشق مجاز سے گزرنا اچھا ہے۔

ان کے نزدیک عشق کا کمال عین دوست بن جانا ہے۔ عشق ہر ہر شے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اشیا اپنی نمود بھی اسی جوہر گراں مایہ سے کرتی ہیں۔ مظاہر فطرت میں انھیں ہر ہر ذرے میں عشق ہی کی کارفرماءی نظر آتی ہے۔ گل لالہ میں جو داغ ہے وہ ان کی عاشقانہ زندگی کا آینہ دار ہے:

کمال عشق ہمین بس کہ عین دوست شدم		بیا بہ صورت یوسف ببین زلیخا را (۱۷)

ترجمہ: عشق کا کمال تو یہی ہے کہ عین دوست بن جاوں، آو اور زلیخا کو یوسف کی شکل میں دیکھو۔

ز خاک تربت من لالہ تا ابد روید		کہ شد ز روز ازل داغ دل نصیب مرا(۱۸)

ترجمہ: تا ابد میری قبر سے گل لالہ پھوٹتا رہے گا، کیوں کہ داغ دل روز ازل ہی سے میرے نصیب میں تھا۔

فانی کو دیگر علوم و فنون کی طرح تصوف و عرفان سے بھی خاصی مناسبت تھی۔ صوفیا کی طرح ان کے نزدیک بھی جب تک کوئی شخص خود کو فنا نہ کر دے وہ خدا کے بھید نہیں معلوم کر سکتا:

بگذر از خود کہ شوی واقف اسرارِ خدا		تا نہ ای بی خبر از خویش خبر دار نہ ای(۱۹)

ترجمہ: بے خود بن جاہیے تا کہ آپ خدا کے بھیدوں سے آگاہ ہو جایں، بے خود ہوءے بغیر اس کا پتا نہیں لگایا جا سکتا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

بگذر ز خود کہ واقف اسرار خود شوی		تا بی خبر نگشت کس از خود خبر نیافت(۲۰)

ترجمہ: بے خود بن جاو تا کہ اپنے بھیدوں کو پالو۔ کوئی شخص خود کو محو کیے بغیر اپنے آپ کو پہچان نہیں سکتا۔

ہر بڑے آدمی کی طرح انھیں یہ احساس دامن گیر رہتا ہے کہ کوئی ان کی باتوں کو سننے والا نہیں۔ یہی احساس کرب کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور انھیں کنج عزلت سے بہتر کوئی ٹھکانہ میسر نہیں آتا۔ فانی کے کلام میں یہ احساس بہت توانا اور بھرپور ہے، انھوں نے اہل فضل کی کس مپرسی اور دردمندی کا جگہ جگہ اظہار کیا ہے:

بیگانہ اند اہل ہنر پیش جاہلان		باشد ہما بہ مجلس زاغ و زغن غریب(۲۱)

ترجمہ: جہلا کے نزدیک اہل ہنر کی بھلا کیا حیثیت، کووں اور چیلوں کی محفل میں ہما اجنبی ہے۔

فضل را نبود رواجی پیش این بی مایگان		ما عبث در عالم معنی دکانی چیدہ ایم(۲۲)

ترجمہ: بے مایہ لوگوں کے ہاں علم و فضل کا بھی کوئی رواج ہے، ہم نے عالم معنی میں بے فایدہ ہی دکان چن رکھی ہے۔

ان کے دیوان میں ایسے بہت سے اشعار ہیں جو ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلوت پسند تھے، ان کی طبیعت بھی دنیا سے نرالی تھی:

چنان از وضع عالم وضع ما بیگانگی دارد		کہ داند آشنا ہم در جہان نا آشنا ما را(۲۳)

ترجمہ: ہماری وضع دنیا سے اس قدر مختلف ہے کہ یہاں آشنا بھی ہمیں ناآشنا سمجھتا ہے،

فانی بہ گوشہ ہم ز حوادث نجات نیست		در کنج انزوا پر عنقا بریدہ اند(۲۴)

ترجمہ: دنیا کا کوئی گوشہ حوادث کی زد سے محفوظ نہیں ہے گوشہ تنہائی میں عنقا کے پروں کو کاٹ دیا گیا ہے۔

قامتم خم گشت و رویم زرد ، مو از غم سفید		عشق در عین شبابم جمع کرد اسباب شیب(۲۵)

ترجمہ: کمر جھک گئی، چہرہ زرد پڑ گیا اور بال غم سے سفید ہو گیے، عشق نے عین جوانی میں بڑھاپے کے اسباب کو جمع کر دیا۔

وہ ایک خوددار انسان تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنا جہان آپ بناتے ہیں دوسروں کے رستوں پر چلنا انھیں گوارا نہیں، اور نہ ہی کسی دوسرے کی مرضی کو خود پر مسلط ہونے دیتے ہیں:

بر مراد اہل عالم زیستن در روزگار		نزد خلق آسان بود در پیش فانی مشکل است(۲۶)

ترجمہ: اہل عالم کے حسب منشا زندگی بسر کرنا لوگوں کے لیے آسان ہوگا، لیکن فانی کے لیے ایسا کرنا مشکل ہے۔

ان کے نزدیک انسان کی سربلندی خاکساری ہی میں ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ عجز و انکسار کے خیمہ خوش رنگ کو اپنا مسکن بنا لے اسی میں اس کی نجات ہے:

از رہ افتادگی فانی توان شد سرفراز		قدر ما گردد بلند از خاکساری بیشتر (۲۷)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ترجمہ: ہماری قدر و منزلت خاک ساری ہی کی بدولت بڑھتی ہے، فانی انکسار ہی کی وجہ سے سر بلند ہوا۔

توان به لوح مزارم نوشتن این مصرع		که خاک ساری من کرد بوتراب مرا (۲۸)

ترجمہ: میرے لوح مزار پر یہ مصرع کندہ کیا جا سکتا ہے کہ، کہ میری خاک ساری ہی نے مجھے بو تراب (مٹی کا باپ) بنا دیا۔

انھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے آبائی وطن کشمیر میں بسر کیا۔ اس کے علاوہ وہ اصفہان، ہندوستان، اور کابل بھی گیے۔ وہ اپنے کلام میں بعض جگہوں پر ان دل کش مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔ کشمیر سے ان کی محبت لازوال ہے:

هوای برشگال هند خوش آید مرا لیکن		نسیم نوبهار کابل و کشمیر می باید(۲۹)

ترجمہ: ہندوستان کا موسم بہار بھی بھلا اچھا ہے، لیکن میں کابل اور کشمیر کی نسیم نوبہار کا طلب گار ہوں۔

تا نهال کلک فانی گل فشانی می کند		هر زمین شعر خاک گلشن کشمیر شد (۳۰)

ترجمہ: جب تک فانی کا قلم گل فشانی کرتا رہے گا، اس کی زمین کا ہر ہر شعر گلشن کشمیر کی خاک بنا رہے گا۔

حسن هند از خاطرم حسن صفاهان را نبرد		کیف افیون کی خمار می ز سر بیرون کند (۳۱)

ترجمہ: ہندوستان کے حسن نے میرے دل و دماغ سے اصفہانی حسن و جمال کو فراموش نہیں کیا، افیون کا سرور شراب کے خمار کو بھلا کب زایل کرتا ہے۔

فانی ایک کثیر المطالعہ شاعر تھے۔ اساتذہ سخن کے بیشتر اشعار انھیں ازبر تھے۔ انھوں نے اپنے کلام میں شیخ سعدی شیرازی (م۔۶۹۱ھ) کی شہرہ آفاق **گلستان** اور **بوستان** جب کہ شیخ محمود شبستری کی عرفانی مثنوی **گلشن راز** کا ذکر بھی اپنے کلام میں کیا ہے:-

بلبل اگر کتاب **گلستان** نخوانده است		در گوش او حکایت گل از کجا رسید (۳۲)

ترجمہ: اگر بلبل نے سعدی کی گلستان نہیں پڑھ رکھی، تو اس کے کان میں پھول کی حکایت کہاں سے پہنچی۔

در گلستان نامه ای با دوستان باید نوشت		چند بیتی از کتاب **بوستان** باید نوشت (۳۳)

ترجمہ: باغ میں دوستوں کو خط لکھنا چاہیے، اور اس خط میں بوستان کے کچھ اشعار بھی لکھنے چاہییں۔

چو لاله کرد پریشان کتاب **گلشن راز**		به غیر صفحه داغی به دست ما نرسید (۳۴)

ترجمہ: گلشن راز نے گل لالہ کی طرح پراگندہ کر دیا، ہمارے نصیب میں داغوں سے بھرا پُر صفحہ ہی ہے۔

عقل و عشق ان کے محبوب ترین موضوعات میں شامل ہے۔ افلاطون اور بو علی سینا عقل کے نمایندے ہیں۔ وہ ہمیشہ عقل پر عشق کو مقدم رکھتے ہیں اسی وجہ سے دیوان میں کسی ایک مقام پر بھی ان فلاسفہ کو سراہا نہیں گیا۔ صوفیا میں بشر حافی اور منصور حلاج کا ذکر خیر ملتا ہے۔

ان کے بعض اشعار پند و نصایح کا بہترین نمونہ ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

فکر باطل را برون کن گر دلت آزرده است		خون فاسد را علاجی خوش تر از اخراج نیست (۳۵)

ترجمہ: اگر آپ پریشان حال ہیں تو باطل خواہشات کو ختم کیجیے، فاسد خون کا اخراج ہی اس کا بہتر علاج ہے۔

با وجود آن که آدم رفت بیرون از بہشت		سعی ہا مردم پی یک دانہ گندم می کنند (۳۶)

ترجمہ: اس کے باوجود کہ آدم جنت سے نکالے گیے، لوگوں کی تمام تر کوششیں گندم کے ایک دانے کو حاصل کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔

فانی، سبک ہندی کے شعرا کی طرح اسلوب معادلہ کا بہت استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے بیشتر غزلیات میں اس صنعت نفیس سے استفادہ کیا اور اس میں وہ کام یاب رہے۔ اس منطقی صنعت کو مثالیہ یا تمثیل بھی کہا جاتا ہے۔

نفس ہم بر عقل غالب می تواند شد چو عشق		سگ برای صید روبہ کم ز شیر بیشہ نیست (۳۷)

ترجمہ: عشق کی طرح نفس امارہ بھی عقل پر غالب آجاتا ہے، کتا لومڑی کے شکار کے لیے جنگل کے شیر سے کم نہیں ہے۔

فانی از تقلید نتوان صاحب تحقیق شد		کی دہد نور جوانی چہرہ ای پر از خصاب (۳۸)

ترجمہ: فانی، تقلید کی بدولت صاحب تحقیق نہیں بنا جا سکتا، جس چہرے پر خصاب لگا ہو اس پر جوانی کا نور کب آتا ہے۔

تربیت دارد زیان آن را کہ استعداد نیست		باغبان کی سر دہد در پای دیوار آب را (۳۹)

ترجمہ: استعداد نہ ہو تو تربیت بھی نقصان پہنچاتی ہے، باغبان دیوار کی بنیاد کو بھلا کب پانی دیتا ہے۔

مثالیہ کے بعد جس شعری صنعت کا ان کے ہاں وفور ملتا ہے وہ صنعت تضاد ہے۔ ذیل میں کچھ نمونے درج کیے جاتے ہیں:

چو مہ ز اول شب باش تا سحر بیدار		چو آفتاب مکن میل خواب آخر روز (۴۰)

ترجمہ: چاند کی طرح بنیے کہ وہ رات سے دن تک بیدار رہتا ہے، آفتاب کی طرح شام کو استراحت نہ کیجیے۔

چشم عبرت واکن و خشک و تر عالم ببین		ہم چو طفل اشک سیر بحر و بر کردن خوش است (۴۱)

ترجمہ: دنیا کے خشک و تر کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیے، طفل اشک کی طرح بحر و بر کی سیر کرنا اچھا ہے۔

فانی نے اپنی شاعری کے متعلق بعض مقامات پر اظہار رائے کیا ہے جو دل چسپ ہے۔ یہ فخریہ شعرا کے درمیان رائج رہا ہے۔ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شہرت ان کی زندگی ہی میں دور دراز تک پھیل چکی تھی:

شعر ما گر سیر عالم کرد فانی دور نیست		بستن معنی سخن را بال و پر واکردن است (۴۲)

ترجمہ: اگر ہماری شاعری دنیا بھر کی سیر کرے تو بعید نہیں ہے، معنی باندھنا تو در حقیقت شاعری کے بال و پر کھولنا ہے۔

شہرت دیوان فانی در جہام بیہودہ نیست		مصحف روی بتان را حاجت تفسیر داشت (۴۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ترجمہ: دنیا میں فانی کے دیوان کی شہرت بلاوجہ نہیں ہے، حسینوں کے چہروں کو کسی تفسیر کی ضرورت تھی۔

غنی کشمیری جیسے اکابر شعرا ان کے دامن تربیت سے وابستہ رہے اور انھوں نے شعر و ادب میں اپنا منفرد مقام حاصل کیا۔ غنی کے فکر و فن پر ان کے استاد فانی کے اثرات موجود ہیں، اگرچہ انھوں نے کہیں بھی اس تقلید کا ذکر نہیں کیا۔ ذیل میں ان دو اہم شعرا کے چند اشعار دیے جاتے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ غنی نے اپنے استاد سے کتنا فکری و فنی اکتساب کیا، بعض اشعار تو ایسے ہیں جن میں رونویسی کا شائبہ ہوتا ہے:

فانی: تا رسد مشق حنا **بستن** به پای آن نگار		**معنی رنگین** ز فانی هر نفس **بستن** خوش است(۴۴)
غنی: جلوه حسن تو آورد مرا بر سر فکر		تو حنا **بستی** و من **معنی رنگین بستم** (۴۵)
فانی: فانی ار خواهی که گردی **سجده گاه اہل دل**		روز و شب در **زیر پا افتاده چون سجاده باش** (۴۶)
غنی: گر به روی آب رفتن آرزو داری غنی		**زیر پای اہل دل افتاده چون سجاده باش** (۴۷)

لفظی و معنوی اکتساب بالکل واضح ہے، بعض اشعار میں تو معمولی سا لفظی تغیر ہے۔ یہ تتبع ان کے بعض مصرعوں میں بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

فانی: ہر دم رسد **زعالم بالا مدد** مرا(۴۸)

غنی: خاک ساران **مدد ازعالم بالا** یابند(۴۹)

فانی: **آب دریا پُر نسازد کاسہ گرداب را** (۵۰)

غنی: **کہ ہرگز پُر نسازد کاسہ گرداب** را دریا (۵۱)

حوالے

۱۔ نصرآبادی، میرزا محمد طاہر، تذکرہ تذکرہ نصرآبادی بہ تصحیح وحید دستگردی، (تہران: کتاب فروشی فروغی، ۱۳۶۱)، ۴۴۷۔

۲۔ محمود شیرانی، مظہر، تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند، جلد ۴، مدیر مقبول بیگ بدخشانی، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی)، ۴۴۳۔

۳۔ محسن فانی، دیوانِ محسن فانی، (تہران: انتشارات انجمن ایران و ہند، (۱۳۴۲)، ۱۲۳۔

۴۔ ایضا، ۱۱۱۔

۵۔ اخلاص، کشن چند، ہمیشہ بہار، مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، (کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان)، ۱۸۴۔

۶۔ فانی، دیوان محسن فانی، ۲۶۱

۷۔ اصلح میرزا، محمد، تذکرہ شعرای کشمیر، بخش سوم، (کراچی، اقبال اکادمی، ۱۳۴۷)، ۱۰۵۸

۸۔ تیکو، گرداری لعل، پارسی سرایان کشمیر، (تہران: انجمن ایران وہند، ۱۳۴۲)، ۴۸۔

۹۔ محسن فانی، دیوان محسن فانی، (تہران: انتشارات انجمن ایران وہند، (۱۳۴۲)، ۴۹۔

۱۰۔ ایضا، ۳۸۔
۱۱، ایضا، ۸۳۔
۱۲۔ ایضا، ۳۹۔
۱۳۔ ایضا، ۵۷۔
۱۴۔ ایضا، ۹۹۔
۱۵۔ ایضا، ۱۱۳۔
۱۶۔ ایضا، ۵۹۔
۱۷۔ ایضا، ۱۴۔
۱۸۔ ایضا، ۱۱۔
۱۹۔ ایضا، ۱۳۷۔
۲۰۔ ایضا، ۵۰۔
۲۱۔ ایضا، ۲۵۔
۲۲۔ ایضا، ۱۲۳۔
۲۳۔ ایضا، ۲۔
۲۴۔ ایضا، ۲۷۔
۲۵۔ ایضا، ۲۵۔
۲۶۔ ایضا، ۴۷۔
۲۷۔ ایضا، ۱۰۸۔
۲۸۔ ایضا، ۴۔
۲۹۔ ایضا، ۹۵۔
۳۰۔ ایضا، ۱۰۲۔
۳۱۔ ایضا، ۱۰۳۔
۳۲۔ ایضا، ۸۵۔
۳۳۔ ایضا، ۴۲۔
۳۴۔ ایضا، ۸۵۔
۳۵۔ ایضا، ۴۵۔
۳۶۔ ایضا، ۹۸۔
۳۷۔ ایضا، ۴۴۔
۳۸۔ ایضا، ۲۴۔
۳۹۔ ایضا، ۲۱۔
۴۰۔ ایضا، ۱۱۲۔
۴۱۔ ایضا، ۵۹۔
۴۲۔ ایضا، ۶۱۔
۴۳۔ ایضا، ۲۸۔
۴۴۔ ایضا، ۶۰۔

۴۵۔ غنی کشمیری، دیوان غنی کشمیری، (خوزستان: سلسلہ نشریات "ما"، ۱۳۶۲)، ۱۴۰۔

۴۶۔ محسن فانی، دیوان محسن فانی، ۱۱۴۔
۴۷۔ غنی کشمیری، دیوان غنی کشمیری، ۱۲۰۔
۴۸۔ محسن فانی، دیوان محسن فانی، ۵۔
۴۹۔ غنی کشمیری، دیوان غنی کشمیری، ۱۲۵۔
۵۰۔ محسن فانی، دیوان محسن فانی، ۳۱۔
۵۱۔ غنی کشمیری، دیوان غنی کشمیری، ۶۔

BIBLIOGRAPHY

- Aslah Mirza , Muhammad, Tazkira-i Shuara-i Kashmir,(Karachi: Iqbal Academy,1347).
- Ghani Kashmiri, Diwan-i Ghani Kashmiri,(Khozistan: Silsila Nashriat Maa,1362).
- Ikhlas, Kishan Chand, Hamesha Bahar, (Anjuman-i Taraqqi-i Urdu, Pakistan).
- Mohsin Fani, Diwan-i Mohsin Fani,(Tehran: Anjuman-i Iran wa Hind,1342).
- Mehmood Shirani, Mazhar, Tarikh – i Adbiat – i Musalmanan – i Pak o Hind, Mudeer, Maqbool Baig Badaghshani,(Lahore: Punjab University).
- Nasar Abadi, Mirza Muhammad Tahir, Tazkira Nasar Abadi, (ED.), Waheed Dastgardi,(Tehran: Kitab Faroshi Farughi,1361).
- Tikku, Gardari Lal, Parsi Sarayan -i Kashmir,(Tehran: Anjuman-i Iran o Hind,1342).